© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

چہرے کا پردہ

سوال: میں نے ایک سال پیشتر پردہ شروع کیا ہے۔ اس سے پہلے دورِ جاہلیت تھا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہدایت کے قابل سمجھا اور ہدایت دی۔ اب، جب کہ پورا پردہ شروع کیا ہے تو چہرے کے پردے کے حوالے سے اختلافی باتوں کا پڑھ کر طبیعت بہت بےزار اور افسردہ ہوتی ہے بالخصوص جب انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کے ریسرچ اسکالر طارق جان کا نقطۂ نظر روزنامہ جنگ میں ارشاد احمد حقانی کے کالم (۲۸، ۲۹ نومبر ۲۰۰۲ء) میں چھپنے پر نظر سے گزرا۔ مزید افسوس اس لیے بھی ہوا کہ وہ اس ادارے سے وابستہ ہیں جس کے آپ چیئرمین ہیں اور آپ جماعت اسلامی کے نائب امیر بھی ہیں۔ مجھے تو اب ایسا لگتا ہے کہ جیسے سارے علما صرف سراب ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ ہم جیسے ہدایت کے پیاسے انھیں پانی سمجھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اگر قرآن کا ترجمہ پڑھیں تو بات واضح لگتی ہے کہ چہرے کا پردہ ضروری ہے۔ میری اس ذہنی اُلجھن کو دُور فرما دیجیے۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے آپ کو پردے کی نعمت سے سرفراز فرما کر جس سعادت سے نوازا ہے، اس پر میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو استقامت بخشے اور دنیا و آخرت دونوں میں اجرعظیم سے نوازے۔ کبھی پردہ مسلم معاشرے اور ثقافت کی پہچان تھا اور آج اسے اختیار کرنا ایک جہاد کے مترادف ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سعادت سے نوازا ہے۔ بلاشبہ آپ کا اپنا شوق اور ہمت ہی وہ چیز ہے جس نے آپ کو اس نعمت سے سرفراز کیا ہے۔

آپ نے روزنامہ جنگ کا جو تراشا بھیجا تھا میں نے اسے انگلستان کے قیام کے دوران ہی پڑھ لیا تھا۔ میں بلاتکلف عرض کرتا ہوں کہ برادرم طارق جان میرے عزیز ساتھی ہیں جو انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز (آئی پی ایس) میں ریسرچ فیلو کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ البتہ وہ اپنے خیالات کے خود ذمہ دار ہیں۔ نہ وہ میرے خیالات کی ترجمانی کر رہے ہیں اور نہ آئی پی ایس یا جماعت اسلامی ہی کا یہ موقف ہے۔ یہ ان کی ذاتی رائے ہے۔ میں اسی حجاب کا قائل ہوں جو ہمارے دور کے مقتدر علما بشمول مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے پیش کیا ہے۔ یہی قرآن پاک کی آیات اور احادیث نبویؐ سے معلوم ہوتا ہے۔ میں چہرے کے حجاب کا قائل ہوں اور میری اہلیہ الحمدللہ اسی پر عمل کرتی ہیں۔ البتہ میں یہ بات ضرور آپ سے کہنا چاہوں گا کہ اسلامی تاریخ میں' ماضی میں بھی اور آج بھی' اسلامی تحریکات اور دینی حلقوں سے وابستہ لوگوں کے درمیان جہاں حجاب کی فرضیت پر کوئی دو آرا نہیں' وہاں حجاب کی تفصیلات کے بارے میں ضرور محدود اور متعین اختلاف پایا جاتا ہے۔ ثقہ علما کا ایک گروہ چہرے کے حجاب کو ضروری سمجھتا ہے اور صرف آنکھ' ہاتھ اور پاؤں کو ما ظھر منھا کے ذیل میں شمار کرتا ہے' جب کہ ماضی کے علما اور فقہا میں سے بہت کم اور آج کے برعظیم پاک و ہند کے علما اور دوسرے اہل علم کے سوا ایک خاصی تعداد اس رائے کی حامی ہے کہ ہاتھ اور پاؤں کے ساتھ بغیر زینت کے چہرہ کھلا رکھا جا سکتا ہے۔ البتہ بال اور گردن ڈھکی ہونی چاہیے۔ عرب دنیا' جنوب مشرقی ایشیا کے علاقوں کے علما اور اسلامی تنظیموں کا بحیثیت مجموعی یہی موقف ہے اور وہاں کی اسلامی تحریکات سے وابستہ خواتین اسی پر عامل ہیں۔ البتہ یہ وضاحت کر دوں کہ وہاں بھی ایک تعداد ایسے علما اور ان کے متبعین کی ہے جو چہرے کے حجاب کے قائل ہیں۔

میں نہ اپنے آپ کو فتویٰ کا اہل سمجھتا ہوں اور نہ کبھی یہ جسارت کی ہے۔ میرا اپنا تعامل ان علما کی رائے کے مطابق ہے جو چہرے کے حجاب کے قائل ہیں۔ لیکن یہ زیادتی ہوگی کہ جو لوگ اپنے دلائل کے مطابق چہرے کے حجاب کے قائل نہیں ہیں' انھیں اس زمرے میں ڈال دیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جائے جو بے پردگی اور مغربی ثقافت و بے حجابی کے قائل ہیں۔ ہمیں جہاں اس راستے کو اختیار کرنا چاہیے اور اسی پر استقامت کا ثبوت دینا چاہیے جسے ہم شرعی دلائل یا معتبر علما کی رائے کے احترام کی بنیاد پر اختیار کرتے ہیں اور بجا طور پر اس پر ہمیں اطمینان اور فخر ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اجر اور قبولیت کی توقع رکھنی چاہیے وہیں اگر دوسرا نقطۂ نظر کچھ ایسے دلائل کی بنا پر ہے، جو خواہ ہمیں مطمئن نہ کر سکے لیکن جس کی نسبت شریعت کے ماخذ ہی کی طرف ہو تو ہمیں اس کا بھی احترام کرنا چاہیے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح فقہ کے مختلف مکاتب فکر میں اختلاف پایا جاتا ہے اور کہیں کہیں یہ اختلاف بڑا ہی نمایاں اور بظاہر تضاد تک پہنچ جاتا ہے لیکن اس کے باوجود صحیح راستہ یہی ہے کہ اس پورے اختلاف کو اپنی حدود میں رکھا جائے، تکفیر، تنقیص اور تضحیک کا راستہ اختیار نہ کیا جائے۔ عبادات سے لے کر معاملات بلکہ حدود کی سزاؤں تک میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسے اختلاف ہی رہنا چاہیے۔ افتراق اور تصادم کا ذریعہ نہیں بننا چاہیے۔ میں مثالیں دینے سے عملاً احتراز کر رہا ہوں اور صرف اصولی بات تک اپنی گزارش کو محدود رکھ رہا ہوں۔ البتہ اختلاف الفقہا کے موضوع پر کتابوں میں اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور شاہ ولی اللہ کی کتاب اس بارے میں ایک مفید علمی ماخذ ہے۔

میں آپ کے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ آپ نے جو عملی راستہ اختیار کیا ہے اس پر آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں لیکن چاہوں گا کہ آپ اگر اس بارے میں اعتدال اور توازن کا راستہ اختیار کریں تو وہ دین کے مزاج اور مصالح سے قریب ترین ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین پر قائم رکھے اور حق کو حق جان کر اس کے اتباع کی توفیق دے۔ (پروفیسر خورشید احمد)

توبہ کا بار بار ٹوٹنا

س: میں ایک خوف زدہ شخص ہوں۔ ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ یہ نہ ہو جائے وہ نہ ہو جائے۔ والدین کے بارے میں، بھائیوں کے بارے میں ہر وقت منفی خیالات آتے رہتے ہیں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

© rasailojaraid.com